بیت اللہ کی تعمیر کے ساتھ تعلق رکھنے والے مقاصد

کا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی

بعثت سے گہرا تعلق

خطبہ جمعہ، فرمودہ ۷؍اپریل ۱۹۶۷ء

بمقام مسجد مبارک ربوہ

"اللہ تعالیٰ نے ایک گھر تمام بنی نوعِ انسان کے فائدہ کے لیے بنایا، مگر اُنھوں نے اس کی عظمت کو نہ پہچانا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ وہ برباد ہو گیا اور اس کا نام و نشان مٹ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ نشان دہی کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ سے اسے از سرِ نو تعمیر کروایا اور اس کی حفاظت کے لیے اور اس کی عظمت کے قیام کے لیے یہ انتظام کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد کو اس خانۂ خدا کی خدمت کے لیے وقف کریں۔ چنانچہ آپ کی اولاد ایک لمبا عرصہ اس خدمت پر لگی رہی اور دو ہزار پانچ صد سالہ خدمت اور دُعاؤں کے نتیجہ میں وہ قوم تیار ہوئی، جو کامل اور مکمل اور عالمگیر شریعت کی ذمّہ داریوں کے بارِ گراں کو اُٹھانے کی قوّت اور استعداد اپنے اندر رکھتی تھی۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى
لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ
كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران: ۹۷-۹۸)

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ
اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا
بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاِذْ قَالَ
اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ
الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ
كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۝ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ
اِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝
رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪
وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (البقرہ ع ۱۵)

اور فرمایا:

ایک اہم موضوع پر مَیں بعض خطبے پڑھ چکا ہوں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گھر تمام بنی نوعِ انسان کے فائدہ کے لیے بنایا مگر انھوں نے اُس کی عظمت کو نہ پہچانا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ وہ برباد ہو گیا اور اس کا نام و نشان مٹ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ نشان دہی کر کے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ذریعہ سے اسے از سرِ نو تعمیر کروایا اور اس کی حفاظت کے لیے اور اس کی عظمت کے قیام کے لیے یہ انتظام کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد کو اس خانۂ خدا کی خدمت کے لیے وقف کریں۔ چنانچہ آپ کی اولاد ایک لمبا عرصہ اس خدمت پر لگی رہی اور دو ہزار پانچصد سالہ خدمت اور دعاؤں کے نتیجہ میں وہ قوم تیار ہوئی جو کامل اور مکمّل اور عالمگیر شریعت کی ذمّہ داریوں کے بارِ گراں کو اُٹھانے کی قوّت اور استعداد اپنے اندر رکھتی تھی۔

پھر میں نے بتایا تھا کہ یہ آیات جن کی مَیں نے تلاوت کی ہے ان میں اللہ تعالیٰ نے اُن تیئیس ۲۳ اغراض و مقاصد کا ذکر کیا ہے جن کا تعلّق تعمیرِ بیت اللہ سے ہے اور ان تمام مقاصد کے حُصول کا تعلّق بعثت نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہے۔ ان اغراض میں سے پانچ کے متعلق مَیں نے گذشتہ خطبہ میں آپ دوستوں کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اوّل یہ کہ یہ گھر وُضِعَ لِلنَّاسِ تمام بنی نوعِ انسان کے فائدہ کے لیے تعمیر کروایا جا رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ مُبٰرَکًا اس کے اندر مبارک ہونے کی صفت پائی جاتی ہے۔ مادّی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی۔ تیسرے یہ کہ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ تمام جہانوں کے لیے اسے ہم موجبِ ہدایت بنانا چاہتے ہیں اور ہدایت کے ہر چہار معنی کی رُو سے اسے اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لیے ہدایت کا مرکز بنایا ہے۔ چوتھے یہ کہ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ، یعنی آسمانی نشانات کا ایسا سلسلہ یہاں سے جاری کیا جائے گا، جو قیامت تک زندہ رہے گا اور ایک ایسا چشمہ آسمانی تائید کا یہاں سے پھُوٹے گا جو کبھی خشک نہیں ہوگا اور پانچویں مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ کے الفاظ میں یہ بتایا کہ وہ عبادت جو محبّت اور ایثار کی بنیادوں پر اُستوار کی جاتی

ہے اس عبادت کا یہ مرکزی نقطہ ہوگا اور ایک قوم جو نمایندہ ہوگی تمام اقوام کی اور نمایندہ ہوگی ہر زمانہ کی پیدا کی جائے گی ، جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی طرح اللہ تعالیٰ کے گناہ سوز عشق سے سرشار ہوگی اور خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں اس پر ہمیشہ کھلی رہیں گی

یہ پانچ مقاصد تھے جن کے متعلق مَیں نے گذشتہ جمعہ میں تفصیل سے بیان کیا تھا کیونکہ مجھے ان مقاصد میں سے ہر ایک کی طرف پھر واپس آنا ہے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ان میں سے ہر ایک کا تعلّق نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے ہے اور یہ کہ وہ کس طرح اور کس شکل میں حاصل ہُوا۔ اس لیے آج میرا ارادہ یہ ہے کہ مَیں بڑے ہی اختصار کے ساتھ ان مقاصد کو بیان کروں اور کوشش کروں کہ بتیس ۳۲ مقاصد میں سے جو باقی رہ گئے ہیں اُن سب کو آج کے خطبہ میں بیان کر دوں، آگے جو خدا کو منظور ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا بیت اللہ کی تعمیر کی چھٹی غرض یہ ہے کہ جو بھی اس کے اندر داخل ہوگا یعنی ہر وہ شخص جو اُن عبادات کو بجا لائے گا جن کا تعلّق بیت اللہ سے ہے دنیا اور آخرت کے جہنّم سے وہ خدا کی پناہ میں آ جائے گا اور اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے ۔ پس چھٹی غرض بیت اللہ کی تعمیر کی یہ ہے کہ اللہ کا ایک ایسا گھر بنایا جائے جس کے ساتھ بعض عبادات تعلّق رکھتی ہوں اور جو شخص بھی خلوصِ نیّت کے ساتھ اور کامل اور مکمّل طور پر اُن عبادات کو بجا لائے گا اس کے متعلّق اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اس کے تمام پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا اور نارِ جہنّم سے وہ محفوظ ہو جائے گا۔

ساتویں غرض بیت اللہ کی تعمیر کی اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بتائی ہے کہ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد یا اہل عرب پر ہی یہ فرض نہیں کہ وہ بیت اللہ کا حج کریں بلکہ بیت اللہ کی تعمیر کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اقوامِ عالم بیت اللہ کے حج کے لیے اس مقام پر جمع ہوں (مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام اغراض و مقاصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت ہی بتا دیئے گئے تھے جیسا کہ بہت سے قوی قرائن اس کے متعلّق قرآن کریم سے ملتے ہیں) غرض اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہا کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک ایسا گھر ہے کہ تمام اقوامِ عالم جو مجھ پر ایمان لائیں گی اور میرے رسولؐ پر بھی ایمان لائیں گی اور خاتم النّبیین (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر میری اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں گی ان کے لیے حجِّ بیت اللہ فرض قرار دیا جائے گا اور اس طرح اس جگہ کو مرجعِ خلائق اور مرجعِ عالم بنا دیا جائے گا۔

آٹھویں غرض یا آٹھواں مقصد بیت اللہ کی تعمیر کا یہ بتایا کہ یہ مَثَابَۃً ہے۔ اس لفظ میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ دنیا کی اقوام فرقہ فرقہ بن گئی ہیں اور جس وقت یہ فرقہ بندی اپنی انتہا کو پہنچ جائے گی اس وقت ایک ایسا رسول مبعوث کیا جائے گا جو بیت اللہ کی اس غرض کو پورا کرنے والا ہو گا اور اُن متفرق اقوام کو ایک مرکز پر لا جمع کرے گا۔ وہ سب کو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ لے آئے گا پس یہاں بتایا کہ باوجود اس کے کہ تفرقہ ایک وقت پر اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ اس وقت ایک ایسے رسول کو مبعوث فرمائے جو تمام اقوام کو اُمَّۃً وَّاحِدَۃً بنا دے۔

نواں مقصد یہاں یہ بیان کیا کہ اَمْنًا یعنی یہ گھر جو ہے یہ اَمْنًا لِّلنَّاسِ ہے۔ یہاں اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے اپنے اس گھر کو ایسا بنانا چاہا ہے کہ اس کے ذریعہ اور صرف اس کے ذریعہ دنیا کو امن نصیب ہو گا۔ کیونکہ صرف یہ ایک گھر ہو گا جسے بیت اللہ کہا جا سکتا ہے اس کو چھوڑ کر اور ان تعلیموں کو نظر انداز کر کے جن کا تعلق اس گھر سے ہے دنیا کوئی تنظیم امنِ عالم کے لیے کوشش کر کے دیکھ لے وہ کبھی اس میں کامیاب نہیں ہو گی۔ حقیقی امن دنیا کو صرف اُس وقت اور صرف اسی تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں مل سکتا ہے جو تعلیم وہ نبی دنیا کے سامنے پیش کرے گا جو خانہ کعبہ سے کھڑا کیا جائے گا۔

امن کے ایک دوسرے معنے کے لحاظ سے اَمْنًا لِّلنَّاسِ کے معنی یہ بھی ہیں کہ دُنیا روحانی طور پر اطمینانِ قلب صرف مکّہ معظّمہ اور صرف اُس آخری شریعت کے ساتھ پختہ تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں حاصل کر سکے گی جو آخری شریعت مکّہ میں ظاہر ہو گی۔ اور تمام اقوامِ عالم کو پکار رہی ہو گی اپنے ربّ کی طرف۔ اور چونکہ اطمینانِ قلب ہر انسان کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس کے فطری تقاضوں کو وہ تعلیم پورا کرنے والی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جتنی قوتیں اور استعدادیں پیدا کی ہیں ان سب کی راہ نمائی اور نشو و نما کرنے کے قابل ہو۔ پس یہاں یہ فرمایا کہ مکّہ گھر ہو گا ایک ایسی تعلیم کا جو حقیقی طور پر دنیا کو اطمینانِ قلب پہنچانے والی ہو گی ہر دو معنی یہاں چھپاں ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دنیا کو اگر امن نصیب ہو سکتا ہے تو وہ مکّہ کی وساطت سے۔ دوسرے یہ کہ دنیا کی ارواح اگر اطمینانِ قلب حاصل کر سکتی ہیں۔ دنیا کی عقلیں اگر تسلّی پا سکتی ہیں تو صرف اس تعلیم کے نتیجہ میں جو مکّہ میں نازل ہو گی۔

دسویں غرض اور دسواں مقصد ان آیات میں خانہ کعبہ کا اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ اِتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔ اس سے پہلی ایک آیت میں مَقَامِ اِبْرٰهٖمَ کا ذکر تھا۔ اس سے مراد یہ تھی کہ یہ مقام ایسا گھر ہے

جہاں بنیاد ڈالی گئی ہے اُس حقیقی عبادت کی جو محبّت اور ایثار اور عشقِ الٰہی کے چشمہ سے بہہ نکلتی ہے اور اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى میں اُس عبادت کا ذکر ہے جو تذلّل اور انکسار کے منبع سے پھوٹتی ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ بیت اللہ کی تعمیر کی ایک غرض یہ ہے کہ ایک ایسی قوم پیدا کی جائے جو تذلّل اور انکسار کے ساتھ اپنے ربّ کی عبادت کرنے والی ہو۔ اور جو تذلّل اور انکسار کی عبادت کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام کے ظلّ ساری دنیا میں قائم کرے۔ اور اشاعتِ اسلام کے مراکز کو قائم کرنے والی ہو۔

گیارھویں غرض تعمیرِ بیت اللہ کی یہ بیان کی گئی ہے کہ طَهِّرَا بَيْتِيَ اور اس میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ خانہ کعبہ کو ظاہری صفائی اور باطنی طہارت کا سبق سیکھنے کے لیے ساری دنیا کے لیے بطور ایک جامعہ اور یونیورسٹی اور ایک مرکز کے بنایا جائے۔

بارھویں غرض تعمیرِ کعبہ کی یہ بتائی گئی ہے کہ لِلطَّآئِفِيْنَ یعنی اقوامِ عالم کے نمایندے بار بار یہاں جمع ہوا کریں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قریباً اڑھائی ہزار سال پہلے یہ بتایا تھا کہ تمام اقوامِ عالم کے نمایندے بار بار یہاں آئیں گے طواف کرنے کے لیے بھی اور دوسری اُن اغراض کے پورا کرنے کے لیے بھی جن کا تعلق خانہ کعبہ سے ہے۔

تیرھواں مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ وَالْعٰكِفِيْنَ۔ خانہ کعبہ اس غرض سے از سرِ نو تعمیر کروایا جا رہا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ایک ایسی قوم پیدا کی جائے جو اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے والے ہوں اور اس طرح بیت اللہ کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں۔

چودھواں مقصد یہاں یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ایک ایسی قوم پیدا کی جائے جو توحید باری پر قائم ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے اپنی زندگیوں کو گزارنے والی ہو۔

پندرھواں مقصد یہ بیان ہوا ہے کہ بَلَدًا اٰمِنًا۔ امن کا لفظ اِن آیات میں تین مختلف مقاصد کے بیان کے لیے اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس گھر کو دنیا کے ظالمانہ حملوں سے اپنی پناہ میں رکھیں گے اور کوئی ایسا حملہ جو خانہ کعبہ کو مٹانے کے لیے کیا جائے گا وہ کامیاب نہیں ہوگا بلکہ حملہ آور تباہ و برباد کر کے رکھ دیا

جائیں گے تا دنیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرے کہ وہ نبی جسے ہم یہاں سے مبعوث کرنا چاہتے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کی پناہ میں ہوگا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کی ذات کو ہلاک یا اس کے مشن کو ناکام نہیں کر سکے گی اور تا دنیا یہ بھی نتیجہ نکالے کہ جو شریعت نبی معصوم کو دی جائے گی وہ ہمیشہ کے لیے ہوگی اور خدا تعالیٰ اس کی حفاظت کا خود ذمّہ دار ہوگا۔

سولھویں غرض جو خانہ کعبہ سے وابستہ ہے وہ یہ ہے کہ وَارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا کہ میں بیت اللہ کو از سرِ نو تعمیر کروا رہا ہوں اس غرض سے بھی کہ تا بیت اللہ اور اس کی برکات کو دیکھ کر دنیا اس نتیجہ پر پہنچے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے پر موت وارد کرتے ہیں اور اس کے ہو کر اس کی راہ میں قربانی دیتے ہیں اور دنیا سے کٹ کر صرف اسی کے ہو رہتے ہیں ان کے اعمال ضائع نہیں ہوتے بلکہ شیریں پھل انھیں ملتا ہے اور عاجزانہ اور عاشقانہ اعمال کے بہترین نتائج اُن کے لیے مقدّر کیے جاتے ہیں۔

سترھویں غرض بیت اللہ کے قیام کی یہ بتائی کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا یعنی بیت اللہ کی تعمیر کی ایک غرض یہ ہے کہ تا دنیا یہ جانے اور پہچانے کہ روحانی رفعتوں کا حصول دعا کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے۔ جب دعا میں انسان کا تضرّع اور ابتہال انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور موت کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تب فضلِ الٰہی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور معرفت کی راہیں بندہ پر کھولی جاتی ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے یہاں بیت اللہ کے قیام کی غرض بتائی کہ یہاں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو دعا اپنی تمام شرائط کے ساتھ کرے گی اور دعا میں اُن پر ایک موت کی سی کیفیّت وارد ہوگی اور ان کا وجود کُلّیتہً فنا ہو جائے گا اور پانی بن کر آستانۂ ربّ پر بہہ نکلے گا اور وہ جانتے ہوں گے کہ ہم اپنے اعمال کے نتیجہ میں محض اعمال کے نتیجہ میں، کچھ حاصل نہیں کر سکتے جب تک ہم دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب نہ کریں، اس لیے انتہائی قربانیاں دینے کے بعد بھی وہ اپنی قربانیوں کو کچھ چیز نہ سمجھیں گے اور ہر وقت اپنے ربّ سے ترساں اور لرزاں رہیں گے اور انتہائی قربانیوں کے باوجود اُن کی دُعا یہ ہوگی کہ جو کچھ ہم تیرے حضور پیش کر رہے ہیں وہ ایک حقیر سا تحفہ ہے تیری شان تو بہت بلند ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ تیرے حضور ہمارا یہ تحفہ قبول ہونے کے لائق نہیں، لیکن تو بڑا رحم کرنے والا ربّ ہے۔ ہمارے اس حقیر تحفہ کو قبول فرما اور ہماری غفلتوں

اور ہماری حقیر مساعی کو چشمِ مغفرت سے دیکھ اور رحمت کے سامان پیدا کر تا کہ ہماری مساعی اور کوششیں تیرے حضور قبول ہو جائیں۔ غرض اس قسم کی قوم پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خانہ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر سے اٹھارھواں مقصد یہ ہے کہ دنیا یہ جانے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے حضور اس رنگ میں دعائیں کرتے ہیں وہی ہیں جو اپنے ربّ کی صفت سَمِیع کا نظارہ دیکھتے ہیں اور پھر دنیا دیکھتی ہے کہ ہمارا ربّ جو ہے وہ سُننے والا ہے۔ وہ ہماری دعاؤں کو سنتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے تمہاری دعاؤں کو سنا پس خانہ کعبہ کے قیام کے نتیجہ میں خدائے سمیع کی معرفت دنیا حاصل کرے گی۔

انیسواں مقصد یہ ہے کہ دنیا اس کے ذریعہ سے خدائے علیم کی معرفت حاصل کرے گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ بندہ نے اپنے علمِ ناقص کے نتیجہ میں جو دعا کی اُسے اللہ تعالیٰ نے اسی رنگ میں قبول کر لیا بلکہ بندہ دعا کرے گا اور دعا کو انتہا تک پہنچائے گا تو اس کا ربّ اس کی دُعا کو سُنے گا اور قبول کرے گا، مگر قبول کرے گا اپنے علمِ غیب کے تقاضا کو پورا کرتے ہوئے یعنی جس رنگ میں وہ دعائیں قبول ہونی چاہئیں اس رنگ میں۔ بعض دعاؤں کا ردّ ہو جانا یا بعض دعاؤں کا اُس شکل میں پورا نہ ہونا جس رنگ میں کہ وہ کی گئی ہیں یہ ثابت نہیں کرے گا کہ خدا سَمِیع نہیں ہے یا قادر نہیں ہے بلکہ وہ یہ ثابت کرے گا کہ خدا تعالیٰ ہی کی ذات عَلَّامُ الْغُیُوْب ہے۔ تو خانہ کعبہ کی بنیاد اس لیے رکھی گئی کہ خدا تعالیٰ کے بندے خدائے علیم سے متعارف ہو جائیں اور اس کو جاننے لگیں اور پہچاننے لگیں۔

بیسویں غرض یہاں یہ بیان کی گئی ہے کہ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ یعنی اُمتِ مُسلمہ ہماری ذرّیت میں سے بنائیو۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بتایا ہے کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ جس وقت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم دنیا کی طرف مبعوث ہوں تو آپ کی قوم اُمَّةً مُّسْلِمَةً بننے کی اہلیت رکھتی ہو اور ابراہیمی دعاؤں کے نتیجہ میں وہ اُمتہ مسلمہ بن بھی جائے گی اور اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ نبی جس کا وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ مکّہ میں پیدا ہوگا مگر تم دعا کرتے رہو کہ اے خدا ہماری اور ہماری نسلوں کی کسی غفلت اور کوتاہی کے نتیجہ میں کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے نزدیک ہم اس قابل نہ رہیں کہ وہ وعدہ ہمارے ساتھ پورا ہو بلکہ کسی اور قوم میں وہ نبی مبعوث ہو جائے تو فرمایا میری اولاد کو ہی اُمتِ مسلمہ بنانا۔ پہلے مخاطب وہی ہوں اور سب کے سب قبول کرنے والے بھی وہی ہوں۔

پس یہاں یہ بتایا ہے کہ وہ اُمّت جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل (علیہما السلام) کی ذرّیت سے پیدا ہونے والی ہے وہ اُمّتِ مسلمہ بنے۔ اُس نبی کا انکار نہ کرے۔ اس نبی پر ایمان لاکر جو ذمّہ داریاں اُن کے کندھوں پر پڑیں وہ ان کو نباہنے کی قوت اور استعداد رکھنے والی ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم ان کو ایسی ہی قوم بنانا چاہتے ہیں اور اسی غرض سے ہم نے خانۂ کعبہ کی از سرِ نَو تعمیر کروائی ہے۔

اکیسواں مقصد یہاں یہ بیان فرمایا کہ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا اس میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ مکّہ معظّمہ سے ایک ایسا رسُول پیدا ہوگا جو دنیا کی طرف اس وقت آئے گا جب وہ اپنی روحانی اور ذہنی نشوونما کے بعد ایسے مقام پر پہنچ چکی ہوگی کہ وہ کامل اور مکمل شریعت کی حامل بن سکے۔ ایسی شریعت جس میں پہلی شریعتوں کے مقابلہ میں لچک ہو۔ ایسی شریعت جس میں مناسبِ حال عمل کرنے کی تعلیم دی گئی ہو اور ایسی شریعت جو ہر قوم اور ہر زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہو۔ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا ہمارے مناسبِ حال جو کام اور جو عبادتیں ہیں، جو ذمّہ داریاں ہیں وہ ہمیں دکھا اور سکھا، یعنی قرآنی شریعت کو ہم پر نازل فرما۔

پس اَرِنَا مَنَاسِکَنَا میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب وہ رسول آئے گا اُس کا تعلّق دنیا کی ساری اقوام سے ہوگا اور ہر زمانہ سے ہوگا۔ پس دُعا کرتے رہو کہ اے ہمارے ربّ! قوم قوم کی ضرورتوں اور طبیعتوں میں فرق اور زمانہ زمانہ کے مسائل میں فرق کے پیشِ نظر شریعت ایسی کامل اور مکمّل بھیجنا کہ جو ہر قوم کے فطری تقاضوں کو پُورا کرنے والی ہو اور ہر زمانہ کے مسائل کو سلجھانے والی ہو۔ قیامت تک زندہ رہنے والی ہو، تا جس غرض کے لیے اللہ تعالیٰ نے خانۂ کعبہ کی بنیاد رکھی ہے وہ پُوری ہو۔

بائیسویں غرض اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ تُبْ عَلَیْنَا۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو آخری شریعت یہاں نازل کی جائے گی اُس کا بڑا گہرا تعلّق ربّ تَوّاب سے ہوگا اور اس شریعت کے پیرو اس حقیقت کو پہچاننے والے ہونگے کہ توبہ اور مغفرت کے بغیر معرفت کا حصول ممکن نہیں ہے اس لیے وہ بار بار اس کی راہ میں قربانیاں بھی دینے والے ہوں گے اور بار بار اس کی طرف رجوع بھی کرنے والے ہوں گے اور کہیں گے کہ اے خدا! ہماری خطاؤں کو معاف کردے۔ وہ ایسی قوم ہوگی کہ جو نیکی کرنے کے بعد بھی اس بات سے ڈر رہی ہوگی کہ کہیں ہماری نیکی میں کوئی ایسا رخنہ نہ رہ گیا ہو جس سے ہمارا ربّ ناراض ہو جائے۔ وہ ہر وقت اِستغفار اور توبہ میں مشغول رہنے والی قوم ہوگی۔

تیئیسواں مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ کہ ہم محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا مولد اسے بنانا چاہتے ہیں، ہم اسے ایسا مقام بنانا چاہتے ہیں کہ جس کے ماحول میں تضرّع اور ابتہال کے ساتھ، عاجزی اور انکسار کے ساتھ، عشق اور محبت کے ساتھ کی گئی دعاؤں کے نتیجہ میں ہم اپنے ایک عبد (صلعم) کو محمدیّت کے مقام پر کھڑا کریں گے اور اس کے ذریعہ سے ایک ایسی شریعت کا قیام ہوگا اور ایک ایسی اُمت کو جنم دیا جائے گا کہ جو زندہ نشان اپنے ساتھ رکھتی ہوگی۔ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ اور زندہ خدا کے ساتھ اور زندہ نبی کے ساتھ اور زندہ شریعت کے ساتھ ان کا تعلق ہوگا اور ان کو کامل شریعت کا سبق دیا جائے گا لیکن ناسمجھ بچوں کو جس طرح کہا جاتا ہے ان سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ ہم کہتے ہیں اور تم مانو۔ اللہ تعالیٰ ان کی عقل اور فراست کو تیز کرنے کے لیے اپنے احکام کی حکمت بھی ان کو بتائے گا اس نبی کے ذریعہ۔ اور اس طرح وہ کچھ ایسے پاک کر دیئے جائیں گے کہ اس قسم کی پاکیزگی کسی پہلی قوم کو حاصل نہ ہوئی ہوگی۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے ہماری عقل بھی تسلیم کرتی ہے کیونکہ اگر پہلی اُمتوں پر نسبتاً ناقص شریعتوں کا نزول ہُوا اور اس ناقص راہنمائی کے نتیجہ میں اُن کا تزکیہ ہُوا تو وہ تزکیہ کامل نہیں۔ وہ ان کی فطرت کے مطابق، اُن کی استعداد کے مطابق، اُن کی قوّت کے مطابق تو ہے لیکن وہ کامل تزکیہ نہیں ہے کیونکہ جو تعلیم انہیں دی گئی ہے وہ کامل نہیں کیونکہ ان کی استعداد ابھی کامل نہیں پھر جب وہ قوم پیدا ہوگئی جو کامل شریعت کی حامل ہونے کی استعداد رکھتی تھی تو ان میں سے جن لوگوں نے انتہائی قربانیاں دے کر اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کے تمام احکام پر عمل کر کے اور تمام نواہی سے بچتے ہوئے اس کے حضور گریہ و زاری میں اپنی زندگی گزاری ان کو جو تزکیۂ نفس حاصل ہوگا محض خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ کہ اُن کے اعمال کے نتیجہ میں وہ ایک ایسا کامل تزکیہ ہوگا۔ وہ ایک ایسی مکمّل طہارت اور پاکیزگی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی خوشنودی اور رضا ہوگی کہ اس قسم کی رضا پہلی قوموں نے حاصل نہیں کی ہوگی۔

پس اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ تئیسویں غرض بیت اللہ کے قیام کی یہ ہے کہ ایک خیر الرُّسل صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف مبعوث کیا جائے اور پھر انسان کو اس ارفع مقام پر لا کھڑا کیا جائے جس ارفع مقام پر کھڑا کرنے کے لیے ہم نے اسے پیدا کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنے فضل سے اُن بندوں میں شامل کرے کہ ہم تو انتہائی طور پر کمزور اور نالائق اور خطا کار اور گنہ گار اور ناسمجھ اور شہوات نفسانیہ میں پھنسے ہُوئے ہیں لیکن اگر وہ چاہے اور اس کا فضل ہم پر نازل ہو تو ہر قسم کے گند سے وہ ہمیں اُٹھا کر پاکیزگی کی اُن رفعتوں تک پہنچا سکتا ہے جن کا وعدہ اُس نے اُمّتِ مُسلمہ سے کیا ہے۔

آیندہ خطبات میں انشاء اللہ مَیں ان تیئیس۲۳ مقاصد اور اغراض کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعہ جس طرح پورا کیا گیا ہے اُس کی تفصیل بیان کروں گا۔ آہستہ آہستہ مَیں آپ کو اس طرف لا رہا ہوں جس کی طرف مَیں نے پہلے بھی اشارہ کیا ہے کہ ایک اہم امر کی طرف اللہ تعالیٰ نے میری توجہ کو پھیرا ہے اور جماعتی تربّیت کے لیے وہ پروگرام بڑا ہی اہم ہے۔

بہر حال میں کوشش کر رہا ہوں آپ کو ذہنی طور پر تیار کرنے کی۔ مگر مَیں کیا اور میری زبان میں اثر کیا ؟ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری زبان میں اثر پیدا نہ کرے اور آپ کے دلوں کو اس اثر کے قبول کرنے کی توفیق عطا نہ کرے۔ اس لیے آپ دعائیں کرتے رہیں۔ مَیں بھی دعا کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری جماعت سے وہ کام لے جس کام کے لیے اس نے اسے قائم کیا ہے۔

(الفضل ۳۰؍ اپریل ۱۹۶۷ء)